۷

وزیر زادہ کا شہزادہ کو بند بنانا اور مہر نگار کی عقلمندی سے پھر صحت پانا

جان عالم کو وزیر زادہ پر پورا بھروسہ تھا۔ وہ اُسے اٹھتے بیٹھتے اپنے ساتھ رکھتا اور اکثر اپنی مصیبتوں کے قصے اسے سناتا اور اس کے خود سنتا۔ ایک آدھ دفعہ باتوں میں شہزادہ نے مہر نگار کے باپ کی بزرگی اور اس کی مہربانیوں کا ذکر بھی کیا مگر صورت بدلنے والے عمل کی بات جب آتی تو خاموش ہو جاتا۔ وزیر زادہ بھانپ گیا کہ کوئی ایسی بات ضرور ہے جو شہزادہ مجھ سے چھپاتا ہے۔ ایک دن قافلہ ایک ہرے بھرے جنگل میں سستانے کے لئے ٹھیرا تو جان عالم وزیر زادہ کو لے ایک چشمہ پر جا بیٹھا، اس وقت موسم اچھا تھا، شہزادہ نے شراب منگائی اور خوب دل کھول کر پی۔ وزیر زادہ تو موقع کی تاک میں رہتا ہی تھا شہزادہ کو بدمست دیکھ کر کہنے لگا۔ جان عالم ایک بات کا مجھے بہت افسوس ہے، تم مجھے اپنا سچا دوست نہیں سمجھتے، ورنہ تم مجھ سے کوئی بات نہ چھپاتے؛ شہزادہ نے کہا: میں نے تو کبھی تم سے کوئی بات نہیں چھپائی: وزیر زادہ بولا، تو پھر وہ بات جو ملکہ کے باپ نے تمہیں بتائی تھی مجھ سے کیوں نہیں کہتے، چپ کیوں ہو جاتے ہو؟ جان عالم نشہ میں کھویا ہوا تھا فوراً ساری بات بتا دی، وزیر زادہ ہنسا اور کہنے لگا: "مجھے یقین نہیں آتا کہ کوئی آدمی

اپنی صورت بدل سکتا ہے؟" شہزادہ نے کہا۔" آؤ چلو تمہیں اس کا تجربہ کرا دوں۔" وہیں قریب ہی ایک بندر مرا پڑا تھا۔ جان عالم اپنا قالب چھوڑ بندر کے قالب میں چلا گیا، اور بندر بن گیا۔ وزیر زادہ نے عمل تو سیکھ ہی لیا تھا۔ فوراً شہزادہ کے قالب میں خود آ گیا اور اپنا جسم ٹکڑے ٹکڑے کر جنگل میں پھینک دیا۔ وزیر زادہ کی حرکت سے شہزادہ کے ہوش اڑ گئے۔ مگر کیا کر سکتا تھا۔ اور اس ڈر سے کہ کہیں وزیر زادہ اسے بھی نہ مار ڈالے بھاگ کر جنگل میں گھس گیا۔

وزیر زادہ کو جب جان عالم کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو روتا پیٹتا لشکر میں آیا اور یہ بات اڑائی کہ وزیر زادہ کو بھیڑیا اٹھا لے گیا۔ سب کو افسوس ہوا۔ نصیب کا لکھا سمجھ کر سب رو پیٹ کر چپ ہو رہے۔ مگر مہر نگار بڑی ہوشیار تھی، وہ بھانپ گئی کہ یہ شہزادہ نہیں بلکہ شہزادہ کے روپ میں وزیر زادہ ہے اور شہزادہ نے دھوکا کھایا ہے۔ لیکن کیا کر سکتی تھی چپ ہو رہی۔ لشکر آگے بڑھا۔ چلتے چلتے ایک دن ایک شہر کے پاس سے گزر ہوا۔ وہاں کے بادشاہ کو خبر ملی تو وزیر کو چند تحفے دے کر حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ وزیر زادہ بادشاہوں اور امیروں سے ملنے کا ڈھنگ تو جانتا ہی تھا۔ اچھی طرح وزیر سے پیش آیا اور کہا ہم سیر و شکار کی غرض سے ادھر آئے ہیں۔ دو دن میں چلے جائیں گے۔ جب وزیر چلنے لگا تو انعام و اکرام کے ساتھ کچھ تحفے بادشاہ کے لئے بھی ساتھ کر دیئے۔ بادشاہ وزیر کی زبانی بنا ذری شہزادہ کی تعریف سن کر خود بھی ملنے آیا اور اپنے خاص محلوں میں اس کے اور دونوں شہزادیوں کے ٹھہرنے کا انتظام کیا۔

جب دعوتوں سے فرصت ہوئی تو وزیر زادہ نے سوچا کہ جان عالم کا بندر کی شکل میں بھی زندہ رہنا ٹھیک نہیں۔ اس کو مار ڈالنا ہی اچھا ہے۔ اس لئے اس نے یہ اشتہار

Scanned by CamScanner

دیا کہ جس کو بندروں کی ضرورت ہے جو لائے گا دس روپے انعام پائے گا۔ اسی شہر میں ایک غریب چڑی مار رہتا تھا وہ کہیں سے جان عالم کو پکڑ لایا۔ شہزادہ نے بہت ہاتھ پاؤں جوڑے مگر چڑی مار نے ایک نہ سنی، چراغ جلتے گھر پہنچا اور بندر کو ایک ستون سے باندھ خوش خوش اپنی بیوی کے پاس گیا۔ بیوی نے بولتے بندر کی بات سنی تو دیکھنے کے لئے آئی۔ بندر نے اُسے سلام کیا اور کہا۔ "مجھے مار کر تمہیں کچھ زیادہ فائدہ نہ ہوگا۔ مجھے چھوڑ دو گی تو اللہ تمہیں اس سے زیادہ دے گا۔ نیکی کا بدلہ ضرور ملتا ہے۔ یمن کے بادشاہ نے ایک سلطنت خیرات کر کے دو سلطنتیں پائی تھیں۔" بڑھیا نے پوچھا وہ کس طرح؟

یمن کے بادشاہ کا قصہ

شہزادہ نے کہا۔ "یمن کے بادشاہ خداداد دست کے دربار میں ایک فقیر آیا اور سلطنت خیرات میں مانگی، خداداد دست نے سلطنت اس کو دے دی اور خود شہر چھوڑ بیوی بچوں کو ساتھ لے چل دیا۔ ایک سرائے میں ٹھہرا۔ وہاں ایک سوداگر آیا۔ اس کو ملکہ بہت بھلی معلوم ہوئی اس نے بادشاہ سے کہا۔ میرا قافلہ باہر ٹھیرا ہے اور میری بیوی کے بچہ ہونے والا ہے ذرا اپنی بیوی کو مدد کے لئے بھیج دو۔ خداداد دست نے بیوی کو سوداگر کے ساتھ کر دیا وہ ملکہ کو گھوڑے پر بٹھا اور چلتا ہوا۔ جب بہت دیر ہو گئی تو بادشاہ دونوں بچوں کو لے بیوی کو ڈھونڈھنے چلا، مگر کہیں پتہ نہ پایا، ڈھونڈھتے ڈھونڈتے ایک ندی پر پہنچا۔ پار جانے کے لئے کشتی تو تھی نہیں، اس لئے اس نے ایک بچہ کو کنارے پر چھوڑا اور دوسرے کو کاندھے پر بٹھا پانی میں اتر گیا۔ جب بیچ میں پہنچا تو پیچھے سے بچہ کے چیخنے کی آواز آئی گھبرا کر پلٹا

Scanned by CamScanner

دیکھا تو بھیڑیا بچہ کو اٹھائے لئے جا رہا تھا، اس گھبراہٹ میں دوسرا بچہ کاندھے سے گر پانی میں جا رہا۔ اور خود بادشاہ بھی غوطے کھانے لگا لیکن ابھی زندگی باقی تھی بچ نکلا، ایک دن اس کا گزر ایک شہر میں ہوا۔ وہاں کا بادشاہ مرگیا تھا، نیا بادشاہ چننے کے لئے لوگوں نے باز چھوڑ رکھا تھا، کہ جس کے سر پر باز بیٹھ جائے گا اُسے بادشاہ بنائیں گے۔ باز اڑتے اڑتے خدا دوست کے سر پر آبیٹھا۔ وزیروں نے تاج پہنایا اور خدا دوست کو اپنا بادشاہ بنالیا۔

ادھر دونوں بچے بھی بچ گئے۔ ایک کو شکاری نے بچایا اور اپنا بیٹا بنالیا۔ اور دوسرے کو دھوبی نے نکال لیا۔ ایک دن خدادوست نے وزیر سے کہا: "کہیں سے ایسے دو لڑکے لاؤ جو میرے ساتھ رہیں اور میرا کام کاج دیکھا کریں۔" وزیر نے لڑکے ڈھونڈے تو یہی دو لڑکے اُسے پسند آئے۔ وہ لے کر بادشاہ کے پاس آیا، مگر یہ اتنے بدل گئے تھے کہ بادشاہ انھیں پہچان نہ سکا اور لڑکے تو بھلا کیا پہچانتے۔ اسی زمانہ میں وہ سوداگر بھی تجارت کے لئے اس شہر میں آیا۔ اور کچھ تحفے لے کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اسے روزانہ دربار میں حاضری کی اجازت دے دی۔ ایک دن سوداگر کو بادشاہ کے یہاں بہت دیر ہوگئی۔ اس نے جانا چاہا تو بادشاہ نے روک لیا اور کہا: "ابھی کیا جلدی ہے چلے جانا۔" سوداگر بولا: "حضور میرے ساتھ ایک عورت ہے اس کے بھاگ جانے کا ڈر رہتا ہے اس لئے

جلد جانا چاہتا ہوں"۔ بادشاہ نے کہا "میں اس کا انتظام کئے دیتا ہوں"
چنانچہ اس نے ان دونوں لڑکوں کو سوداگر کے خیمہ کی حفاظت کے لئے بھیج دیا۔ وہ دونوں خیمے کے دروازہ پر جا بیٹھے۔ اور وقت کاٹنے کے لئے جو کچھ ان پر بیتی تھی ایک دوسرے کو سنانے لگے۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ ہم دونوں بھائی ہیں تو ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ اور چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ ملکہ ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی وہ بھی پردہ اٹھا باہر نکل آئی اور دونوں کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی۔ اس نے سوداگر کو قتل کرا دیا۔ اور اپنے بیوی بچوں سے مل کر خوشی کے آنسو بہائے۔ تھوڑے دنوں بعد یمن سے خبر آئی کہ فقیر رعایا پر بہت ظلم کرتا تھا اس لئے وزیر نے اُسے مار ڈالا۔ بادشاہ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور دونوں سلطنتوں پر حکومت کرنے لگا۔

چڑی مار کی بیوی پر اس کہانی کا بہت اثر ہوا۔ اور اس نے کہا "میں ضرور تمھیں بچاؤں گی"۔ صبح کو جب چڑی مار بندر کو لے جانے لگا تو بیوی نے روک لیا اور بولی، "تم آج پھر شکار کو جاؤ اگر ہمارے کھانے پینے کا سامان ویسے ہی ہو جائے تو اس غریب کی جان لینے سے کیا فائدہ" چڑی مار کی سمجھ میں بات آگئی اور وہ جال لے کر شکار کو چلا گیا۔ اس روز ساٹھ ستر پرندے اس کے ہاتھ لگے، وہ بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بندر بڑا بھاگوان ہے۔ اب تو اس کی بہت قدر کرنے لگا۔

چڑی مار کے گھر کے پاس ایک سرائے تھی۔ ایک دن وہاں ایک

سوداگر آیا اس نے جو بولتا بندر دیکھا تو چڑی مار سے اس کا سودا کرنا چاہا، چڑی مار نے کہا "سرکار میں نے اسے بیٹے کی طرح پالا ہے۔ میں اسے نہیں بیچ سکتا۔"سوداگر بولا "اگر تم نہیں بیچو گے تو میں بادشاہ کو اطلاع کر دوں گا یہ بھی مارا جائے گا اور تم پر بھی آفت آئے گی" یہ سن کر چڑی مار بہت ڈرا اور بندر سوداگر کو دے دیا۔

دو ہی دن میں بولتے بندر کی کہانی سارے شہر میں پھیل گئی۔ وزیرزادہ نے سنا تو اس نے بادشاہ کے پاس کہلا بھیجا کہ "سوداگر کو بندر سمیت میرے حوالے کر دو ورنہ شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا" بادشاہ نے سوداگر کی گرفتاری کے لئے سپاہی روانہ کئے۔ سوداگر نے سپاہیوں کو کچھ دے دلا کر ایک رات کی مہلت لے لی اور دوسرے دن خود بندر کو لے وزیرزادہ کی طرف چلا اور جی میں ٹھان لی کہ یا تو آج اپنی جان دے دوں گا یا بندر کو بچاؤں گا۔ ادھر مہر نگار یہ خبر سن کر پہلے ہی بھانپ گئی تھی کہ ہو نہ ہو یہ بندر جان عالم ہے۔ چنانچہ وہ ایک توتے کا پنجرا لے اپنی کھڑکی میں آبیٹھی، جب سوداگر کھڑکی کے پاس پہنچا تو ملکہ نے اسے ٹھیرایا اور کہا۔ "ہم بھی ذرا بولتے بندر کی باتیں سننا چاہتے ہیں۔"بندر نے ملکہ کی آواز سنی تو بولا۔ "اے ملکہ آپ میری باتیں کیا سنیں گی، اس زمانے میں نیکی کا بدلا بدی ہے۔ اور اسی کی آج مجھے سزا ملے گی۔ یہ کہہ کر بندر رونے لگا۔ ملکہ نے فوراً توتے کی گردن مروڑ اسے مار ڈالا۔ اور پنجرہ پردے سے باہر نکال بندر کے سامنے کیا۔ جان عالم ملکہ کا مطلب سمجھ گیا۔ اور جلدی سے بندر کے قالب سے نکل توتے کے قالب میں آگیا

لوگ اپنی بھاگ دوڑ میں اتنے کھوئے ہوئے تھے کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلا۔
سوداگر کو بندر کے اچانک مرجانے کا بہت افسوس ہوا۔ اور روتا پیٹتا سرلے میں لوٹ آیا۔

جب وزیر زادہ ملکہ کے پاس آیا تو ملکہ نے اس سے کہا: "میں اکیلی گھبراتی ہوں۔ میرے لئے ایک بکری کا بچہ منگوا دو"۔ ملکہ کی فرمائش سے وزیر زادہ کی باچھیں کھل گئیں۔ اور اسی وقت جا کر ایک بکری کا بچہ ملکہ کو بھجوا دیا۔ دو چار روز بعد ملکہ نے بچے کا گلا گھونٹ مار ڈالا۔ اور جب وزیر زادہ آیا تو اس سے کہا۔ "میرا بکری کا بچہ زندہ کر دو"۔ وہ بولا "کہیں مردہ بھی زندہ ہوتا ہے؟" ملکہ نے کہا "واہ تم نے اس روز جو میری مینا زندہ کر دی تھی"۔ وزیر زادہ چکمے میں آگیا اور اپنا بھرم رکھنے کے لئے شہزادہ کے قالب سے بکری کے قالب میں چلا گیا۔ شہزادہ تو تاک میں تھا ہی توتے کا قالب چھوڑ فوراً اپنے قالب میں آگیا۔ اب تو وزیر زادہ کے ہوش اڑ گئے۔ مگر کیا کر سکتا تھا۔ مجبور ہو کر رہ گیا۔
جان عالم نے سوداگر اور چڑی مار کو بلوایا اور انھیں بہت سا روپیہ پیسہ دیا اور بادشاہ سے کہہ کر چڑی مار کو اس شہر کے چڑی ماروں کا چودھری بنوا دیا۔

Scanned by CamScanner